کالجز اور یونیورسٹیز کی طالبات کی حضورِ انور ایدہ اللہ کے ساتھ کلاس

پروگرام کے مطابق چھ بجکر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز "مسجد بیت الاسلام" تشریف لائے اور کالج اور یونیورسٹی کی طالبات کی حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ کلاس شروع ہوئی۔

پروگرام کا آغاز تلاوتِ قرآنِ کریم سے ہوا جو عزیزہ خولہ ساہی صاحبہ نے کی اور اس کا انگریزی ترجمہ عزیزہ عالیہ ظفر صاحبہ نے پیش کیا۔

بعد ازاں عزیزہ ماریہ اقبال صاحبہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثِ مبارکہ پیش کی اور عزیزہ ثناء ممتاز صاحبہ نے اس کا ترجمہ بیان کیا۔

حضور انور نے فرمایا یہ پروگرام کس نے بنایا ہے؟ یہ لجنہ کا کام تو نہیں ہے۔ احمدیہ مسلم اسٹوڈنٹ ایسوسی ایشن کی صدر کا کام ہے۔

اس پر بتایا گیا کہ ہر یونیورسٹی کی اپنی AMSA کی صدر ہوتی ہے۔ تو اس پر حضورِ انور نے فرمایا ایک سینٹرل بھی تو AMSA کی صدر ہوتی ہے۔

اس پر منتظمہ نے عرض کیا کہ وہ نیشنل سیکرٹری تعلیم کے تحت ہیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ سیکرٹری تعلیم کا تو کوئی کام نہیں ہے۔ AMSA کو خود اپنا پروگرام بنانا چاہیے۔

اس کے بعد خولہ میاں صاحبہ نے نظم پیش کی۔

☆ بعد ازاں لبیدہ رشید صاحبہ نے "حیا" کے عنوان پر مضمون کا پہلا حصہ پیش کیا۔ جس میں کہا کہ سویڈن میں 28 مئی 2016ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لجنہ اور ناصرات کو ایک مطمحِ نظر دیا کہ اَلْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَان یعنی حیا ایمان کا حصہ ہے۔ آج ہم حیا کی اہمیت کے بارہ میں بیان کریں گے۔ قرآن کریم بار بار یہ نصیحت بیان فرماتا ہے کہ سچے مومن وہ ہیں جو خدا تعالیٰ کے احکامات سنتے ہیں اور ان کی پیروی کرتے ہیں۔ جن میں سے ایک حیا کا پہلو اختیار کرنا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم فرماتا ہے کہ 'اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور کثرت سے یاد کرنے والی عورتیں، اللہ نے ان سب کے لئے مغفرت اور اجرِ عظیم تیار کئے ہوئے ہیں' (33:36)۔ اس ماہ کے آغاز میں جلسہ سالانہ کینیڈا 2016ء کے موقع پر لجنہ سے خطاب کرتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ حیا کا مقصد عورتوں کی عزت اور پاکیزگی بڑھانا ہے۔ حضور انور نے مزید فرمایا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اَلْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَان یعنی کہ اس حدیث کی روشنی میں جن لوگوں میں حیا نہیں، ان میں ایمان نہیں۔ اس لئے یہ لازمی ہے کہ ہم اس بات کو سمجھیں کہ حیا الٰہی صفت ہے۔ تاریخ ایسی مومن عورتوں کی مثالوں سے بھری پڑی ہے جو مجسم حیا تھیں۔ ایسی ہی ایک مثال قرآن کریم میں بیان ہوئی ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے دو عورتوں کو اپنے جانوروں کو پانی پلانے میں مدد کی تھی جو حیا کی وجہ سے پیچھے کھڑی تھیں۔ قرآن کریم فرماتا ہے پس ان دونوں میں سے ایک اس کے پاس حیا سے لجاتی ہوئی آئی۔ (28:26)۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس حیا سے اتنا خوش ہوا کہ ایسا واقعہ جس کو لوگ بھلا چکے ہوتے اس کو قرآن کریم میں محفوظ فرما دیا اور اس طرح تا قیامت لوگوں کے لئے باعث نصیحت ہوا۔

☆ اس کے بعد عزیزہ مبشرہ صاحبہ نے اسی مضمون کا دوسرا حصّہ پیش کیا جس میں بتایا کہ ہمارے لئے حضرت عائشہؓ میں بھی ایک بہترین مثال ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ کے متعلق فرمایا کہ آدھا دین عائشہؓ سے سیکھو۔ عظیم بادشاہوں اور سرداروں نے حضرت عائشہؓ سے دین سیکھنے کا شرف حاصل کیا اور آپؓ نے اس تمام عرصہ میں حیا کا پہلو نہ چھوڑا اور حیا اور پردے کی ایک زبردست مثال قائم کی۔

ایک اور مثال حضرت خولہؓ کی ہے۔ اسلام کی ایک عظیم مجاہدہ۔ ایک موقعہ پر جب مسلمان اور رومن افواج کی جنگ ہو رہی تھی، مسلمان فوج نے دیکھا کہ چہرہ ڈھانکے ایک فوجی نہایت بہادری سے دشمن فوج کا مقابلہ کر رہا ہے۔ جب یہ فوجی واپس لوٹا تو حضرت خالد بن ولیدؓ نے پوچھا کہ اے مجاہد اسلام اپنا نام تو بتاؤ، ہماری آنکھیں تمہارے چہرے کو دیکھنے کے لئے ترس رہی ہیں پس اپنے چہرہ سے پردہ ہٹاؤ۔ اس پر اس مجاہد نے نقاب گرانے سے انکار کر دیا۔ اسے پھر کہا گیا کہ اے نوجوان ہم تمہارا چہرہ دیکھنے کے خواہاں ہیں۔ اس پر مجاہد نے کہا اے سپہ سالار میں نافرمان نہیں لیکن خدا کا یہ حکم ہے کہ میں بے پردہ نہیں ہو سکتی میں ایک عورت ہوں اور میرا نام خولہ ہے۔ پس انہوں نے نقاب اتارنے سے انکار کر دیا۔ بحیثیت ایک احمدی عورت کہ ہمیں ان مثالوں کی پیروی کرنے کی ضرورت ہے جن کی معاشرہ میں عظیم خدمات ہیں کیونکہ انہوں نے اپنے سارے کام حیا کے دائرہ میں رہ کر کئے۔ اگر ہم مسلسل دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے تو ہماری حیا ہمارے لئے روک نہیں ہوگی بلکہ ہمارے لئے طاقت اور اعتماد کا باعث ہوگی۔ جب ہم نوکریوں اور اسکولوں میں جائیں گے۔ حیا کے ذریعہ ہم لوگوں کو اسلام سے بھی متعارف کرا سکتے ہیں جیسے کہ لجنہ اماء اللہ نے اپنی کامیاب نیشنل تحریک Je suis Hijabi کے ذریعہ کیا۔ حیا ایک الٰہی وصف ہے جس کے ذریعہ ہم خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کر سکتے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ دنیا بھر کی لجنہ اماء اللہ اس الٰہی وصف کو خلوص نیت سے اختیار کرنے والی ہوں اور احمدی خواتین حیا کا بہترین نمونہ بن جائیں جو کہ سچی مومنہ کی نشانی ہے۔ آمین۔

☆ بعد ازاں عزیزہ نزہت خورشید صاحبہ (ایم اے) نے اپنی پریزنٹیشن دی۔

حضورِ انور کے دریافت فرمانے پر موصوفہ نے بتایا کہ انہوں نے Political Theory میں ایم اے کیا ہے۔

انہوں نے کہا کہ میں اپنی ماسٹرز کی ڈگری یارک یونیورسٹی میں سیاسی نظریہ (Political Theory) میں کر رہی ہوں۔ میری ریسرچ کا عنوان ہے Psychological Impact of Historical and political events on Muslims۔ میں اپنی ریسرچ کے آغاز میں ہی ہوں اور چاہتی ہوں کہ ان واقعات کو مزید سٹڈی کر کے اپنے مقالے میں شامل کروں۔ مثال کے طور پر ایک Political Theorist جس کو میں سٹڈی کر رہی ہوں وہ FRANC PHENO ہے جس نے نفسیاتی اثرات پر زور دیا ہے کہ کیوں کالونیز بنائی گئیں اور افریقیوں کو غلامی میں جکڑا گیا۔ اسی PHENO کے خیالات کو لے کر میں یہ ثابت کرنا چاہتی ہوں کہ سالہا سال کی مغربی مداخلت اور جبر سے آج مسلمانوں پر بھی انہی افریقیوں کی طرح نفسیاتی اور جسمانی اثرات اثر انداز ہیں۔ ثقافتی سامراجیت اور غیر مساوی عالمی اقتصادی طریقوں کے ذریعے بھی جو مغرب نے مسلمان ممالک کے ساتھ کئے۔

(And through the cultural Imperialism of Capitalism and its unequal global economic practices).

PHENO نے بتایا ہے کہ احساسِ کمتری جبر کے نتیجہ میں بھی ہو جاتی ہے اور میں بھی یہی ثابت کرنا چاہتی ہوں کہ مغرب کی مداخلت کی وجہ سے مسلمان ممالک آج کے دور میں اسی احساسِ کمتری میں مبتلا ہیں۔ پس اسی وجہ سے یا تو مسلمان مغرب کی نقل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں یا جھوٹا جواز بنا کر بدلہ لینے کا سوچتے ہیں۔ افریقن کے متعلق PHENO نے یہ تجویز کیا تھا کہ اپنی ثقافت کو دوبارہ زندہ کریں اور اپنی مایوسیوں اور پریشانیوں کو مثبت رنگ میں دُور کر کے معاشرتی اور سیاسی حیثیت کو قائم کرنے کی کوشش کریں۔ اسی طرح میں بھی یہ ظاہر کرنا چاہتی ہوں کہ مسلمانوں کو چاہئے کہ اپنے آپ کو با اختیار بنانے کے لئے وہ اپنے کھوئے ہوئے ایمان کو دوبارہ قائم کریں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ ریسرچ بہت اہم ہے کیونکہ ہم جو احمدی مسلمان ہیں ہمیں ہمیشہ سے اس بات کا علم تھا کہ مسلمان اندرونی طور پر زخمی ہو چکے ہیں کیونکہ انہوں نے اسلام کی اصل بنیادی تعلیمات کو چھوڑ دیا ہے۔ میرے خیال میں میری ریسرچ سے ثابت ہو جائے گا کہ مسلمانوں کی روحانی اور اخلاقی حالت کی گراوٹ کس طرح ہوئی اور وہ تعلیم کی کمی اور قیادت نہ ہونے کی وجہ سے اپنی شناخت کھو بیٹھے۔

اس کے بعد عزیزہ عائشہ میاں اکرم صاحبہ نے اپنی پریزنٹیشن دی۔

☆ میں یونیورسٹی آف ونڈزر میں پی ایچ ڈی کے دوسرے سال میں ہوں اور میرا مضمون سوشیالوجی ہے۔ پی ایچ ڈی کی ڈگری کے لئے میں نے جو مقالہ کا عنوان چنا ہے اُس پر میں نے پہلے ہی کچھ ریسرچ کی تھی اور وہ یہ ہے Muslim women identity religious freedom and racism in Canada.

عام طور پر کینیڈا کو ایسا ملک جانا جاتا ہے جو نئے آنے والوں کو کھلی باہوں سے خوش آمدید کہتا ہے اور آزادی کے ساتھ زندگی گزارنے کا موقع فراہم کرتا ہے۔ خاص طور پر ہر ایک اپنے مذہب پر آزادی سے عمل کر سکتا ہے۔ مگر پچھلے کچھ سالوں سے یہاں سیاسی اور سماجی حالات بدل رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے 42 فیصد مسلمان خواتین نے مختلف طریقوں سے امتیازی سلوک محسوس کیا ہے۔ میں نے اپنی ریسرچ کے دوران سات ایسی مسلمان عورتوں سے انٹرویو کیا ہے جو کینیڈا میں ہی پیدا ہوئیں اور یہیں جوان ہوئیں اور جو حجاب لیتی ہیں کہ وہ کینیڈین مسلمان کے طور پر کیا محسوس کرتی ہیں۔ اس کے جواب میں انہوں نے بتایا کہ یہاں نسل پرستی بڑھ رہی ہے اور ایسا محسوس کرایا جاتا ہے جیسے ہم کہیں باہر سے ہیں اور بعض جگہ اپنے مذہبی عقائد کی وجہ سے بے عزتی کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ان سب باتوں کی وجہ سے یہ عورتیں تذبذب کا شکار ہیں کہ وہ حجاب اُتار دیں کیونکہ یہ اُن کی شناخت کا ایک اہم رکن ہے۔ جب میں نے اپنی یہ ریسرچ مکمل کی تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجھے ایڈمنٹن پولیس میں کنسلٹنٹ کی جاب مل گئی۔ پولیس سے کئی مسلمان عورتوں نے پوچھا کہ کیا اگر یہ پولیس آفیسر بن گئی تو اپنا حجاب پہنے رکھے گی؟ اس کے لئے ہم نے نمونہ کے طور پر ایک حجاب بنایا جو یہاں کے حفاظتی معیار کے مطابق تھا۔ (اسکرین پر پولیس کا یونیفارم اس حجاب کے نمونہ کے ساتھ دکھایا گیا)۔ اگرچہ یہ حجاب پوری طرح اسلامی حجاب کی عکاسی نہیں کرتا مگر یہ ایک قدم ہے جس سے کینیڈا میں مسلمان عورت کی پہچان ہو سکتی ہے۔ کچھ عرصہ سے دوسری تنظیموں میں بھی پالیسی بدلی ہے

جیسا کہ RCMP ۔ انشاء اللہ میری کوشش ہے کہ اپنی پی ایچ ڈی کے دوران خاکسار یہ ریسرچ اور سٹڈی آگے بھی جاری رکھے تا کہ ہم مسلمان عورتوں کے لئے مثبت تبدیلی ہوتی رہے۔

☆ اس کے بعد سارہ چڑکی صاحبہ نے اپنی پریزنٹیشن دی۔ انہوں نے کہا کہ میں QUEBEC یونیورسٹی میں ماحولیاتی معلومات کے نظام میں پی ایچ ڈی کر رہی ہوں۔ اور میرا مضمون ہے: (Responsible innovation and information system) موسمیاتی تبدیلی کے اثرات سے بچنے کے لئے انفارمیشن سسٹم، جدید سافٹ ویئرز اور IT کے ذریعے کام کر کے مختلف آرگنائزیشنز اور لوگوں کی مدد کرتا ہے۔ responsible innovation ایک نیا نظریہ ہے جس کو یورپ میں اپنایا گیا ہے جس میں شفاف طریق سے ایک دوسرے سے مل کر ایسا کام کرنا جو خوبیوں کے لحاظ سے اور پائیداری کے لحاظ سے سوسائٹی کے لئے ضروری ہو۔ ماحولیاتی تبدیلی کے خلاف لڑائی میں 2015ء کی کانفرنس ایک تاریخی کانفرنس تھی جس میں حصہ لینے والے تمام لوگوں نے متفقہ فیصلہ کیا کہ ہم کاربن کے اخراج کو کم سے کم کریں گے اور دنیا کے درجہ حرارت کو دو ڈگری سے کم رکھنے کی کوشش کریں گے۔ اس کے لئے آرگنائزیشنز آپس میں مل جل کر کام کریں آئندہ کے لئے ایسا لائحہ عمل بنائیں جس سے ہم یہ ٹارگٹ حاصل کر سکیں۔ جس کے لئے جدید طریقوں کو اپنانا ضروری ہوگا۔ انفارمیشن سسٹم، سوسائٹی میں ماحولیاتی تبدیلی کے حوالے سے واقعی ایک بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ مگر اس کے کچھ منفی اثرات بھی ہوتے ہیں۔

اس پر حضورِ انور نے فرمایا کہ کیا آپ اپنا SUBJECT سائنسی طور پر ڈیل کر رہی ہیں یا معاشرتی طور پر؟

اس کے جواب میں موصوفہ نے عرض کیا دونوں طرح۔ اصل میں میرا تعلق سوشل سائنس سے ہے اس لئے میں اس کے مطابق اس پر کام کر رہی ہوں۔ اور جو اس کا معاشرتی اثر ہے اُس کو سٹڈی کر رہی ہوں۔ اور ساتھ ساتھ ماحولیاتی اور اخلاقی طور پر آب و ہوا کی تبدیلی کا جو اثر ہوتا ہے اُسے ذمہ داریاں متعارف کروا کر حل کرنے کی کوشش کر رہی ہوں۔ یہ خیال مجھے حضورِ انور کے جو عدل کے موضوع پر بہت سے خطابات ہیں وہاں سے آیا تھا کہ ہمیں عدل سے کام لینا چاہئے۔

اس پر حضورِ انور نے فرمایا کیا آپ نے میرا تازہ خطاب سُنا ہے؟ اس پر موصوفہ نے عرض کیا جی سُنا ہے۔ مَیں نے ایک مقالہ لکھنا شروع کیا ہے جس کے تین حصے ہیں۔

حضورانور نے فرمایا: چین اور انڈیا کو کس طرح مطمئن کریں گے جو کہ ترقی پذیر ممالک ہیں جو انڈسٹری میں ترقی کر رہے ہیں۔ امریکا اور یورپ نے تو 40، 50 سالوں میں خوب ترقی کی ہے اور ان کی انڈسٹری انتہا تک پہنچ گئی ہیں۔ اور اب کہتے ہیں کہ دنیا کی آب و ہوا تبدیل ہو رہی ہے۔ تو اب چین اور انڈیا کہتے ہیں کہ جب ہم 40، 50 سالوں میں ان کی طرح ترقی کر لیں گے تو پھر اس کے بارہ میں سوچیں گے۔

کینیڈا آبادی کے لحاظ سے چھوٹا ملک ہے لیکن چین اور انڈیا کی آبادی بہت زیادہ ہے۔ انڈسٹری میں ترقی سے قبل یورپ اور امریکا کی بد دیانتی اور غلط پالیسیوں کی وجہ سے انہوں نے اپنے جنگلات کاٹ ڈالے اور اب یہ ترقی یافتہ ممالک کہتے ہیں کہ آب و ہوا کا خیال رکھو۔ اس پر یہ ترقی پذیر ممالک، مغربی طاقتیں مشرقی ممالک کے خلاف ہیں۔

حضورِ انور کے استفسار پر موصوفہ نے عرض کیا کہ مَیں یہاں بطور طالبعلم آئی تھی اور اب میں یہاں مستقل رہائش پذیر ہوں۔